۵ فروری: اہلِ کشمیر سے یک جہتی کا دن

عبدالہادی احمد

پاکستان میں ہر سال ۵ فروری کو پاکستان کی مختلف سیاسی پارٹیاں اور خود حکومت بھی کشمیری عوام کی تحریک آزادی سے اظہار یک جہتی کے لیے جلسے جلوس، ریلیاں اور دوسرے پروگرام تشکیل دیتی ہیں۔ اخبارات میں مضامین شائع ہوتے ہیں۔ٹی وی پر دستاویزی فلمیں دکھائی جاتی ہیں۔ یہ دن پہلی مرتبہ ۵ فروری ۱۹۹۰ء کو منایا گیا تھا۔ اس سے صرف چند ماہ پہلے مقبوضہ جموں وکشمیر کے مسلمانوں کی آزادی کے لیے جدوجہد شروع ہوئی تھی۔ یہ وہ دن تھے کہ جب مجاہدین آزادی جوق در جوق کنٹرول لائن سے آزاد خطے میں داخل ہو رہے تھے۔ یہ وہ نوجوان تھے جو ہندستانی فوج کے آئے دن کے مظالم سے تنگ آچکے تھے۔ انھیں پاکستان کے حکمرانوں سے بھی مایوسی ہی ملی۔

بے نظیر بھٹو نے ۱۹۸۸ء میں حکومت سنبھالتے ہی بھارت سے دوستی کی پینگیں بڑھائیں اور جموں وکشمیر کے مسلمانوں کے ساتھ علانیہ بے وفائی کی۔ کشمیریوں کے قاتل راجیو گاندھی کا اسلام آباد میں زبردست استقبال کیا گیااور اس کے راستے سے کشمیر نام کے بورڈ تک ہٹوا دیے گئے، تاکہ اس کے ماتھے پر بل نہ آجائے۔ بھارت کے ظلم وستم کے باعث سرحد پار کر کے پاکستان آنے والے بے خانماں کشمیریوں کی امداد بند کر دی گئی۔ مسلمانانِ کشمیر کے لیے یہ سخت مایوسی کے دن ہوتے اگر کشمیر کی حریت پسند قوم بالخصوص نوجوانوں کو امید اور حوصلے کا پیغام دینے کے لیے جماعتِ اسلامی موجود نہ ہوتی۔ یہ ۲۲ برس پہلے کی بات ہے۔ کشمیری حریت پسند جنگ بندی لائن عبور کر کے جیسے ہی آزاد کشمیر پہنچے، جماعت اسلامی انھیں سینے سے لگانے کو موجود تھی۔

اس موقعے پر اس وقت کے امیر جماعت اسلامی پاکستان قاضی حسین احمد نے کشمیر کی حریت پسند قوم کو حوصلے اور یقین کا پیغام دینے کے لیے اعلان کیا کہ ۵ فروری ۱۹۹۰ء کا دن کشمیری قوم سے یک جہتی کے دن کے طور پر منایا جائے گا۔ حکومت کی مخالفت کے باوجود عوام نے یہ دن بڑے جوش وخروش سے منایا۔ اس سے کشمیر کے کونے کونے میں جہاد کا غلغلہ ہو گیا۔ یہ جہاد ہی کی برکت تھی کہ مسئلہ کشمیر جو ایک بھولی بسری داستان بن چکا تھا ایک بار پھر بین الاقوامی ایشو بن گیا۔

کنٹرول لائن کے اُس پار بھی جماعت اسلامی ہی تھی کہ جس کے تعلیمی اداروں سے پڑھ کر وہ نوجوان نکلے جنھوں نے ڈیڑھ دو صدی کی مجبور ومحکوم مسلمان قوم کو آزادی کی راہ دکھائی۔ کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس بجھی ہوئی خاکستر میں چھپی چنگاریاں یوں شعلہ فشانی شروع کر دیں گی۔ افغان جہاد سے دنیا بھر میں مسلمانوں کا مورال بلند ہونے کے ساتھ ساتھ کشمیری قوم میں بھی آزادی کی تڑپ اور عزم وحوصلہ پیدا ہوا۔ افغان جہاد نسبتاً آسان تھا، پاکستان اور ایران نے افغانستان کی آدھی آبادی کو پناہ دے رکھی تھی اور ساری دنیا کی سیاسی، سفارتی، مالی اور جدید ترین اسلحے کی امداد ان کو حاصل تھی۔ کشمیریوں کے لیے تو جہاد جوے شیر لانے کے مترادف تھا۔ بدی کے محور تین ممالک بھارت، امریکا اور اسرائیل مل کر ان کے خلاف سازشوں کے جال بن رہے تھے۔ دنیا بھر میں ان کا واحد وکیل —— پاکستان بھی ان کا ساتھ دینے کے لیے تیار نہ تھا۔ وہ ۱۴، ۱۵ ہزار فٹ کے بلند وبالا برفانی پہاڑی سلسلے اور بھارت کی سفاک سپاہ کے مورچوں کے بیچوں بیچ سفر کرتے تھے۔ آفرین ہے ان کے حوصلوں کو، پھر بھی وہ سربکف ہو کر نکلتے اور بھارتی استعمار کا مقابلہ کرتے رہے۔

۵ فروری --- پاکستانی قوم سے ایک دردمندانہ اپیل تھی کہ وہ مظلوم اور مقہور قوم جس کا ساتھ دینے کے لیے کوئی تیار نہیں، پاکستان کے عوام اس کی حمایت اور پشتی بانی کے لیے سڑکوں پر نکلیں۔ جماعت اسلامی پاکستان کی یہ پکار ایسی پرتاثیر ثابت ہوئی کہ ہر شہر اور ہر قریے سے لبیک کی صدائیں آنے لگیں۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ پکار آن کی آن میں پوری پاکستانی قوم کے اس طرح یک آواز ہو جانے کا سبب بن جائے گی۔ پاکستانی عوام کے دلوں میں کشمیریوں کے لیے

محبت اور ہمدردی ہمیشہ سے موج زن رہی ہے۔ تاہم حکومت اور سیاسی قائدین اپنے مفادات سے وابستہ رہتے ہیں۔ لیکن ۵ فروری کی آنچ تیز ہوتی رہی، عوامی جوش وخروش بڑھتا رہا، سیاسی لیڈر بھی اس کو محسوس کیے بغیر نہ رہے۔ پاکستان کی سیاسی پارٹیاں اور بعد میں ہر آنے والی حکومت اس دن کو منانے لگی اور آج بھی یہ عمل جاری وساری ہے۔ ۵ فروری آج ایک قومی دن بن چکا ہے، اس میں مرکزی کردار آج بھی جماعت اسلامی ہی ادا کرتی ہے۔ اب ۵ فروری کو سرکاری سطح پر چھٹی ہوتی ہے۔ پاکستانی عوام اپنی حکومتوں کی بے حسی کے باوجود اہل کشمیر کو اپنی محبت، اخلاص اور وفا کا یقین دلاتے ہیں۔ اس موقعے پر پاکستان اور آزاد کشمیر میں سیاسی اور دینی جماعتوں کی طرف سے پاکستان کو کشمیر کے ساتھ ملانے والے راستوں پر یک جہتی کی علامت کے طور پر انسانی زنجیر بنائی جاتی ہے۔

پاکستانیوں کی اہل کشمیر سے یک جہتی کا اظہار محض روایتی نوعیت کی ہمدردی نہیں، بلکہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ اہلِ پاکستان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ مسئلہ کشمیر دو مملکتوں کے درمیان کوئی سرحدی تنازع نہیں بلکہ کشمیریوں کی 'حق خودارادیت' کی جدوجہد پاکستان کی بقا کی جنگ ہے۔ ۵ فروری نے کشمیریوں کے حوصلوں میں بھی اضافہ کیا۔ بھارت کے لیے ہر بستی اور بستی کا ہر گھر مورچہ بن گیا۔ مجاہدین سے مقابلے کے لیے بھارت نے اپنی ۷ لاکھ سے زائد فوج کو کشمیر میں تعینات کر دیا۔ اس جدوجہد کے نتیجے میں ایک لاکھ سے زائد کشمیری اور ان کے پاکستانی انصار شہید ہوئے، اس سے زائد زخمی ہوئے اور ہزاروں کو ٹارچر سیلوں میں ناقابل بیان اذیتیں دی گئیں اور سیکڑوں خواتین کی بے حرمتی کی گئی۔ جبر وتشدد کرنے والوں نے اذیتوں اور موت سے ڈرانے کی بہت کوشش کی، مگر کشمیریوں کو ان کی ایمانی توانائی نے موت سے نبرد آزما ہونے کی جرات عطا کی۔ اللہ کی راہ میں آنے والی موت میں خوف نہیں لذت ہوتی ہے، اور جذبۂ ایمانی کا کیف اس لذّت کو مزید نکھارتا ہے۔ اہل کشمیر اب اس لذّت کے خوگر ہو چکے ہیں۔ وہ آج حق خودارادیت کی جنگ لڑنے کے ساتھ ساتھ پاکستان کے استحکام کی جنگ بھی لڑ رہے ہیں۔

کشمیر کی حریت پسند قوم نے گذشتہ ۲۲ برس سے نہ صرف تحریک آزادی کے جذبے کو ماند نہیں پڑنے دیا بلکہ اسے بحسن وخوبی اپنی چوتھی نسل کو بھی منتقل کر دیا ہے۔ کشمیری نوجوانوں کی

سرفروشی کی اس تحریک نے ایک بار پھر سری نگر سے دلّی اور واشنگٹن کے ایوانوں کو لرزا دیا ہے۔ ۱۷ جولائی کو بی بی سی اُردو کی ویب سائٹ پر ایک رپورٹ شائع کی گئی جس میں احتجاجی تحریک میں شامل چند نوجوانوں سے بھارتی فوج پر پتھر برسانے پر رائے لی گئی۔ مائسمہ بازار کے رہنے والے ایک ۱۵ سالہ نوجوان ماجد نے بتایا کہ حالیہ تحریک کے دوران اس کے قریبی دوست ۱۷ برس کے ابرار کو اس کی آنکھوں کے سامنے گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ ابرار نے ماجد کی گود میں دم توڑا، اس کے بعد ماجد نے پڑھائی ترک کر دی اور اس تحریک میں شریک ہو گیا۔

بھارت جسے دنیا کی 'سب سے بڑی جمہوریت' اور 'سیکولر' ملک ہونے کا دعویٰ ہے کشمیر کے مسئلے پر جمہوریت اور سیکولرازم کے تمام تر اصولوں کو پس پشت ڈال رہا ہے۔ کشمیر کو آزادی دینے سے انکار اور انسانی حقوق کی بدترین خلاف ورزی بھارت کے لیے کلنک کا ٹیکا ہے۔ وہ کشمیریوں کو ان کا پیدایشی حق دینے کے لیے کسی طرح تیار نہیں۔ بھارت کشمیریوں کی حق خودارادیت کے حصول کی جنگ کو 'دہشت گردی' کہتا، جب کہ خود بھارت انسانیت کو پامال کر رہا ہے۔

نائن الیون کے بعد سابق صدر پرویز مشرف کے دورِ اقتدار میں کشمیر کی پالیسی کو بھارت کی خاطر تبدیل کر کے تحریک آزادی کشمیر کو شدید نقصان پہنچایا گیا۔ مشرف نے اقوام متحدہ کی قراردادوں سے انحراف کی پیش کش کر ڈالی اور تقسیم کشمیر کے فارمولے بھی پیش کیے۔ کنٹرول لائن پر کشمیریوں کی نقل و حرکت روک دی گئی اور بھارت کو غیر قانونی باڑ لگانے کی اجازت دے دی۔ اس طرح مجاہدین آزادی کو ہاتھ پاؤں باندھ کر دشمن کے آگے ڈال دیا گیا۔

۲۰۰۸ء میں شرائن بورڈ کے معاملے میں تحریک آزادی نے نئی کروٹ لی، نوجوانوں کے ہاتھوں میں گن کے بجائے پتھر آ گئے۔ مقبوضہ کشمیر میں ہندوؤں کی امرناتھ یاترا کے منتظم ادارے شری امرناتھ شرائن بورڈ کی طرف سے زمینوں پر غیر قانونی قبضے کی کوشش تنازعے کا باعث بن گئی۔ لاکھوں لوگ سڑکوں پر آ گئے۔ اس کے نتیجے میں باہمی اختلافات کا شکار آزادی پسند قائدین متحد ہو گئے۔ بھارت کے غاصبانہ قبضے سے نجات کے لیے تحریک میں اچانک شدت آ گئی۔ بھارتی فوج کی گولیوں سے ان گنت نوجوان شہید ہوئے جن میں پیپلز لیگ کے سربراہ شیخ عبدالعزیز بھی شامل تھے۔ اس کے باوجود سڑکوں پر نعرے بلند ہوتے رہے: ''بھارتیو! کشمیر چھوڑ دو''۔ گذشتہ برس جون

میں ایک بار پھر تحریک میں شدت آئی۔ کئی ماہ تک پوری وادی میں کرفیو نافذ رہا، ۱۱۵ نوجوان فوج کی گولیوں کا نشانہ بن گئے، کاروبارِ زندگی معطل ہوا، مگر تحریک وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتی رہی۔ سب کا ایک ہی نعرہ ہے: ''بھارتیو! کشمیر چھوڑ دو' اور'' پاکستان کا مطلب کیا لاالٰہ الا اللہ''۔ بھارتی یوم آزادی کی تقریب کے دوران وزیراعلیٰ عمر عبداللہ پر جوتا پھینکنے کا واقعہ اہل کشمیر کی نفرت کا اظہار ہے۔ اس سے کٹھ پتلی حکمرانوں اور بھارتی ریاست کی دلالی اور غلامی کرنے والوں کے خلاف کشمیر کی نوجوان نسل کی نفرت اور غیظ وغضب کا اظہار ہوتا ہے۔

آزاد کشمیر کو بیس کیمپ کہا گیا تھا، لیکن بدقسمتی سے اسے مظفرآباد کی کرسی کا 'ریس کیمپ' بنادیا گیا ہے۔ کشمیر میں آزادی کی تحریک عروج پر ہے، لیکن آزاد کشمیر کے سیاست دان آج بھی موجودہ استحصالی نظام کے کل پرزے بنے ہوئے ہیں۔ مفاد پرست طبقے کے ہاتھوں اس خطے میں ادارے تباہ حال اور مفلوج ہوچکے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ عوام اس مرتبہ ایسی قیادت کو ووٹ دیں جو آزاد کشمیر کو واقعی بیس کیمپ بنائے اور آزادی کے لیے جدوجہد میں اپنا حصہ ادا کرے۔

موجودہ انتفاضہ میں یہ حقیقت بھی سامنے آئی کہ ریاست جموں وکشمیر کا ایک ہی لیڈر ہے اور وہ ہے--- سید علی شاہ گیلانی۔ بھارتی میڈیا انھیں نظرانداز کرنے کی کوشش میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ بدقسمتی سے گیلانی صاحب کے ساتھ پاکستانی میڈیا بھی انصاف نہیں کرتا اور کشمیر کے قائد کو ان کا جائز حق دینے کے لیے تیار نہیں۔ ۲۰۱۰ء میں کشمیر میں جو بے مثال تحریک چلی، اس میں علی گیلانی کا مرکزی کردار تھا اور آج بھی ہے۔ یہ کم ظلم نہیں کہ اس تحریک کو اس کے نظریے اور اس کے قائد سے کاٹ کر دکھایا جارہا ہے۔ مقبوضہ کشمیر سے آنے والے کہتے ہیں کہ پاکستان کا میڈیا اس عظیم عوامی طوفان سے بے خبر کیوں ہے؟ پاکستان میں بھی لوگوں کے سامنے حقائق مسخ کرکے پیش کیے جاتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ میں جو لوگ دیانت دار ہیں وہ کیوں کشمیر کو فراموش کیے بیٹھے ہیں؟

نائن الیون کا بھوت اپنی موت آپ مرچکا ہے۔ اب ہمارے حکمران کیوں بزدلی کا مظاہرہ کررہے ہیں!! آزاد کشمیر کے مفاد پرست سیاست دانوں کی طرح قومی سیاست دان بھی کشمیر سے